AL-HAYAT Research Journal
Jlali Research Institute of Social Science, Lahore
Category Y
ISSN (Online): 3006-4767
ISSN (Print):: 3006-4759
Volume 2 Issue 3 (April-June 2025)

تفسیر بیان القرآن اور سیرت ابن ہشام کی روشنی میں صلح حدیبیہ: ایک تقابلی و تجزیاتی مطالعہ

The Treaty of Hudaybiyyah in Tafseer Bayan al-Qur'an and Seerah Ibn Hisham: An Analytical and Comparative Study

Gulam Mustafa
Lecturer institute of Islamic Studies Mirpur University of Science and Technology, MUST AJK

Aziz ul Hassan
Alumni Department of Islamic & Arabic Studies, University of Swat, azizulhassan4400@gmail.com

Dr. Muhammad Inam ul Haq
Senior Lecturer, Department of Islamic Studies, Shifa Tameer-E-Millat University, Islamabad Park Road Campus
inam.fssh@stmu.edu.pk

Abstract

This article presents an analytical and comparative study of the Treaty of Hudaybiyyah in the light of Tafseer Bayan al-Qur'an by Dr. Israr Ahmad (رح) and Seerah Ibn Hisham. The Treaty of Hudaybiyyah represents a decisive turning point in Islamic history, often described as a "manifest victory," which reshaped the political and social trajectory of the Muslim community. While Dr. Israr Ahmad interprets the event concisely through a Qur'anic lens, Ibn Hisham provides detailed historical narration and contextual depth. By integrating both perspectives, this study highlights how Qur'anic exegesis and classical Seerah literature together offer a more holistic understanding of the event. The research employs a qualitative comparative methodology, drawing upon primary sources to analyze similarities, differences, and complementary aspects of both accounts. The findings demonstrate that Tafseer presents a summarized, doctrinal view, while Seerah preserves the historical details, negotiations, and challenges faced by the Prophet ﷺ and his Companions. The study concludes that although the treaty initially appeared disadvantageous for Muslims, it became the foundation of subsequent conquests and consolidation of Islam. It also recommends that Tafseer and Seerah should be studied in combination, as their integration provides deeper insights into Islamic history and enriches contemporary scholarship.

Keywords: Treaty of Hudaybiyyah, Tafseer Bayan al-Qur'an, Dr. Israr Ahmad, Seerah Ibn Hisham, Comparative Study, Analytical Research

تمہید

یہ تحقیق تفسیر بیان القرآن از ڈاکٹر اسرار احمدؒ میں صلح حدیبیہ کے مباحث کو سیرت ابن ہشام کے تناظر میں تجزیاتی و تقابلی مطالعے کے تحت پیش کرتی ہے۔ صلح حدیبیہ اسلامی تاریخ کا ایک نہایت اہم اور فیصلہ کن موڑ ہے جس نے مسلمانوں کی سیاسی، سماجی اور دینی حیثیت کو نئی جہت عطا کی۔ ڈاکٹر اسرار احمدؒ عصر حاضر کے ممتاز مفسر اور مفکر تھے جنہوں نے قرآن فہمی اور سیرتِ نبوی ﷺ کے فہم میں نمایاں خدمات انجام دیں۔ تاہم بیان القرآن میں صلح حدیبیہ کی پیش کش نسبتاً مختصر اور اجمالی ہے، جب کہ سیرت ابن ہشام میں اس کے تفصیلی پہلو موجود ہیں۔ اس تحقیقی مطالعے کی اہمیت اس پہلو سے ہے کہ سابقہ تحقیقات میں زیادہ تر صلح حدیبیہ کی سیاسی اور شرعی اہمیت کو زیرِ بحث لایا گیا ہے، لیکن تفسیر اور سیرت کے باہمی ربط پر کم توجہ دی گئی۔ اس خلا کو پُر کرنے کی کوشش اس مقالے میں کی گئی ہے۔ تحقیق کا منہج معیاری و تقابلی ہے جس

CC BY

میں بنیادی ماخذات کو براہِ راست استعمال کیا گیا اور واقعات کو ان کے تاریخی سیاق و سباق میں معروضی انداز سے جانچا گیا۔ تحقیق کے نتائج سے یہ حقیقت سامنے آئی کہ ڈاکٹر اسرار احمدؒ نے صلح حدیبیہ کو قرآنی تناظر میں اختصار کے ساتھ پیش کیا، جب کہ ابن ہشام نے اسے واقعاتی جزئیات اور تاریخی تفصیلات کے ساتھ محفوظ کیا۔ مزید برآں، یہ تحقیق اس نکتے کو اجاگر کرتی ہے کہ اگرچہ معاہدہ بظاہر مسلمانوں کے لیے کمزور دکھائی دیتا تھا، لیکن درحقیقت یہی معاہدہ اسلام کی عظیم الشان فتوحات کا پیش خیمہ بنا۔ نتیجتاً سفارش کی جاتی ہے کہ تفسیر اور سیرت کو یکجا کر کے مطالعہ کیا جائے تاکہ اسلامی تاریخ کی معنویت کو زیادہ جامع اور مؤثر انداز میں سمجھا جا سکے۔

تعارف

صلح حدیبیہ اسلامی تاریخ کا وہ عظیم واقعہ ہے جو 6 ہجری میں پیش آیا اور بظاہر ایک بظاہر کٹھن اور یک طرفہ معاہدہ ہوتے ہوئے بھی درحقیقت اسلام کی عظیم فتح مبین ثابت ہوا۔ یہ واقعہ محض ایک وقتی سیاسی تدبیر نہ تھا بلکہ اس نے مسلمانوں کے اجتماعی حوصلے، سفارتی بصیرت اور مستقبل کی فتوحات کی بنیاد رکھی۔ سیرت ابن ہشام نے اس واقعے کو تفصیل اور جزئیات کے ساتھ محفوظ کیا جبکہ ڈاکٹر اسرار احمدؒ نے اپنی تفسیر "بیان القرآن" میں اس کے قرآنی مضمرات کو اجمالی طور پر بیان کیا۔ دونوں زاویوں کا تقابلی مطالعہ اس بات کو اجاگر کرتا ہے کہ اسلامی تاریخ کے بڑے واقعات کو سمجھنے کے لیے محض تاریخی ماخذات ہی کافی نہیں بلکہ قرآن اور تفسیر کی روشنی میں بھی انہیں دیکھنا ضروری ہے۔ یہی پہلو اس مضمون کی علمی اہمیت اور افادیت کو دوچند کرتا ہے۔ حدیبیہ ایک کنویں کا نام ہے اس سے متصل ایک گاؤں ہے جو اسی نام سے مشہور ہے۔ مکہ مکرمہ سے تقریباً 9 میل کے فاصلے پر واقع ہے۔ صلح حدیبیہ یکم ذی قعدہ 6 ہجری کو پیش آیا۔[1] جب مسلمانوں کے لیے جزیرہ عرب میں حالات کافی حد تک سازگار ہو گئے تو دعوت اسلام کی کامیابی کے آثار آہستہ آہستہ نمایاں ہونا شروع ہوئے اور اسی طرح مسجد حرام جس کا دروازہ، جو مسلمانوں پر تقریباً چھ برس سے بند تھا مسلمانوں کے لیے عبادت کا حق تسلیم کیے جانے کی تمہیدات بھی شروع ہونے لگے۔

حضورؐ نے ایک خواب دیکھا کہ آپؐ اور آپ کے کچھ ساتھی یعنی اصحاب رسولؐ مکہ میں پر امن طریقے کے ساتھ داخل ہوئے اور عمرہ فرما کر بعض ساتھیوں نے سر منڈوایا اور بعض نے کترایا۔ جب آپؐ نے یہ خواب اپنے اصحاب کو بتایا تو صحابہ کرامؓ یہ خواب سنتے ہی ان کے دلوں میں بیت اللہ شریف کی محبت کی چنگاری بھڑک اٹھی اور بیت اللہ کے زیارت کے شوق اور جذبے نے سب کو بے چین اور بے تاب بنا دیا۔ آپؐ نے اپنے صحابہ کو یہ بھی بتایا کہ آپ عمرہ ادا فرمائیں گے لہٰذا صحابہ کرامؓ بھی سفر کے لیے تیار ہوئے۔[2] ذیل میں ہم "صلح حدیبیہ" کے متعلق "بیان القرآن" میں مذکور مباحث سیرت تفصیلاً ذکر کر کے ان مباحث سیرت کا "سیرت ابن ہشام" کی روشنی میں تحقیقی مطالعہ پیش کریں گے۔ چنانچہ ڈاکٹر صاحب "صلح حدیبیہ" کا ذکر فرماتے ہوئے رقمطراز ہیں۔

صلح حدیبیہ بیان القرآن کی روشنی میں

ڈاکٹر صاحب لکھتے ہیں کہ صلح حدیبیہ کے بعد فوراً سورۃ الفتح نازل ہوئی۔ جنگ احزاب کے بعد رسول اللہؐ نے اپنے صحابہ اکرامؓ کو مخاطب کر کے فرمایا تھا "لَنْ يغْزوكُمْ قُرَيْش بَعْدَ عَامِكُمْ هَذَا وَلَكِنَّكُمْ تَغْزُونَهُمْ"[3] کہ اب سے قریش میں اتنا دم باقی نہیں رہا کہ وہ تم پر چڑھائی کرے بلکہ آئندہ تم لوگ ان پر چڑھائی کرو گے۔ سن ٦ ہجری میں رسول اللہؐ اپنے چودہ سو صحابہ کرام کے ساتھ بعض روایات کے مطابق اٹھارہ سو صحابہ اکرام کے ساتھ عمرہ کرنے کے لیے تیار ہو گئے۔ چنانچہ جب آپؐ اپنے اصحاب کے ساتھ حالت احرام میں پہنچ گئے تو رسول اللہؐ کے اس اقدام نے قریش مکہ کو ایک مشکل ترین امتحان میں ڈال دیا کیونکہ نہ تو یہ لوگ مسلمانوں کو عمرہ کرنے سے روک سکتے تھے کیونکہ کسی کو بیت اللہ کے طواف سے روکنا عرب روایت ہی کی خلاف تھا۔ اور دوسری جانب انہیں یہ بھی گوارہ نہ تھا کہ لشکر اسلام اتنی کثیر تعداد میں مکہ میں داخل ہو کر آزادانہ طور پر پورے شہر میں گھومیں پھریں اور عرب کے تمام قبائل میں یہ تاثر پھیلائیں کہ مسلمان پچھلے کئی سالوں سے جاری کشمکش میں جیت گئے اور قریش مکہ کو بدترین شکست کا سامنا ہوا ہے۔ چنانچہ مجبوراً انہوں پوری مشاورت کے بعد یہ فیصلہ کیا کہ ہم کسی صورت بھی مسلمانوں کو مکہ میں داخل ہونے کی اجازت نہیں دیں گے اور مسلمانوں کو فوراً اپنے اس فیصلے سے باخبر کیا۔[4]

CC BY

بیعت رضوان

رسول اللہؐ نے اس سنگین حالات میں حضرت عثمان غنیؓ[5] کو قریش مکہ سے بات چیت کے لیے روانہ فرمانا انہوں نے آپؓ کو وہاں ہی روک لیا۔ جب حضرت عثمان کے واپس آنے میں تاخیر ہوئی تو مسلمانوں میں یہ خبر مشہور ہو گئی کہ قریش مکہ نے آپ کو شہد کر دیا ہے۔ حضورؐ کو یہ خبر پہنچتے ہی آپؐ نے موجود تمام صحابہ کرامؓ سے ایک خصوصی بیعت کا اہتمام فرمایا اس پر حاضرین تمام صحابہ کرامؓ نے یہ عہد کیا کہ ہم یہاں سے کبھی بھی حضرت عثمانؓ کے خون کا دبدلہ لیے بغیر کبھی بھی واپس نہیں جائیں گے اور رسول اللہؐ کے حکم پر اپنی جانیں اور سب کچھ قربان کر دیں گے۔ چنانچہ ارشاد ربانی ہے:

"إِنَّ الَّذِينَ يُبَايِعُونَكَ إِنَّمَا يُبَايِعُونَ اللَّهَ يَدُ اللهِ فَوْقَ أَيْدِيهِمْ فَمَنْ نَّكَثَ فَإِنَّمَا يَنْكُثُ عَلَى نَفْسِهِ وَمَنْ أَوْفَى بِمَا عَهَدَ عَلَيْهُ اللَّهَ فَسَيُؤْتِيهِ أَجْرًا عَظِيما"[6]

اے نبیؐ! یقیناً یہ لوگ جو آپ سے بیعت کر رہے ہیں وہ حقیقت میں یہ بیعت اللہ تعالیٰ سے کر رہے ہیں۔ اور اللہ ربالعزت کا ہاتھان کے ہاتھوں کے اوپر ہے اب جو کوئی بھیا سے توڑے گا تو اس کا وبال اپنے اوپر ہی لے گا اور جو کوئی اس معاہدے کو پرا کرے گا تو اللہ اسے اجر عظیم فرمائے گا۔

یعنی مذکورہ بیعت میں گویا تین ہاتھ تھے۔ ایک ہاتھ اللہ کا، ایک رسول اللہؐ کا، اور ایک ہاتھ بیعت کرنے والے شخص کا۔ تاریخ میں اس بیعت کو بیعت رضوان کہا جاتا ہے۔ آپؐ اس وقت ایک درخت کے نیچے تشریف فرما تھے اس لیے اسے "بیعت الشجر" بھی کہا جاتا ہے [7]۔ چنانچہ ارشاد ربانی ہے:

"لَقَدْ رَضِيَ اللهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ يُبَايِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ فَاَنْزَلَ السَّكِيْنَةَ عَلَيْهِمْ وَ اَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِيْبًا"[8]

ڈاکٹر صاحب نے یہاں بیعت رضوان والی حدیث کا مفہوم ذکر کیا ہے۔ جو کہ مسلم شریف میں اس طرح منقول ہے۔

"حدثنا يحيي بن يحيي ، اخبرنا يزيد بن زريع ، عن خالد ، عن الحكم بن عبد الله بن الاعرج ، عن معقل بن يسار ، قال: لقد رايتني يوم الشجرة والنبي صلى الله عليه وسلم يبايع الناس، وانا رافع غصنا من اغصانها عن راسه ونحن اربع عشرة مائة، قال:لم نبايعه على الموت، ولكن بايعناه على ان لا نفر" [9]

صلح حدیبیہ اور اس کی شرائط

جب قریش مکہ کو اس بیعت کی خبر پہنچی تو انہیں بہت سنجیدگی سے اس صورت حال کے بارے میں سوچنا پڑا۔ کیونکہ انہیں اب معلوم ہو چکا تھا کہ مسلمانوں میں سے کوئی فرد بھی اس بیعت سے پیچھے ہٹنے والا نہیں ہے۔ چنانچہ انہوں نے حالات کی نزاکت کو مد نظر رکھتے ہوئے مسلمانوں سے مذاکرات کے لیے حتی الامکان سفارتی کوششیں تیز کر دی اور فوری طور پر حضرت عثمانؓ کو واپس بھیج دیا اور ساتھ قریش مکہ کا ایک وفد سہیل بن عمرو کی قیادت میں صلح کی غرض سے حضورؐ کے پاس پہنچ گیا۔ یہ مذکرات کچھ شرائط کے ساتھ بالآخر صلح پر ختم ہوئے تاریخ میں اسے صلح حدیبیہ کہا جاتا ہے۔ اور اس کی شرائط مندرجہ ذیل ہیں

1: فرقین کے مابین پورے دس سال تک جنگ بند رہے گی۔

2: عرب کے قبائل میں سے جو قبیلہ بھی ان فریقین میں سے کسی کا حلیف بن کر اس معاہدے میں شامل ہونا چاہے اسے اختیار ہو گا۔ کسی ایک فریق کے ساتھ معاہدے پر اسے مجبور نہیں کیا جائے گا۔

3: محمد (ﷺ) اور آپ کے اصحاب اس سال عمرہ کیے بغیر واپس ہوں گے اور آئندہ سال صرف عمرہ کی نیت سے تین دن مکہ میں گزاریں گے بشرطیکہ صرف ایک تلوار کے علاوہ کوئی اصلحہ ساتھ نہ لائیں گے۔ اہل مکہ ان دنوں میں شہر مکہ مسلمانوں کے لیے خالی کر دیں گے۔ مگر واپسی پر مکہ سے کسی شخص کو اپنے ساتھ لے جانے کے اجازت ہر گز نہ ہو گی۔

4: اگر مدینہ منورہ سے کوئی مسلمان مکہ آجائے تو قریش اسے نہیں کریں گے اور اگر اس کے برعکس ہو جائے تو مسلمانوں کو اسے ضرور واپس کرنا ہو گا۔[10]

بظاہر اگر غور کیا جائے تو یہ شرائط مسلمانوں کے لیے بہت غیر متوازن تھیں لیکن حقیقت میں یہ مسلمانوں کے لیے فتح کی ایک کنجی ہے۔

ابو جندلؓ کا واقعہ

مذکورہ صلح کی ایک شرط یہ بھی تھی کہ مسلمانانِ مدینہ میں سے جو شخص مکہ آجائے تو قریش کبھی بھی اسے واپس نہیں کریں گے اور اگر اس کے برعکس ہوا تو مسلمانوں کو اسے واپس کرنا پڑے گا۔ چنانچہ صلح نامہ کی تحریر مکمل ہوتے ہی مسلمانوں میں سے حضرت ابو جندلؓ[11] قریش کی قید سے فرار ہو کر مسلمانون کے ہاں آپہنچے۔ یہ صحابی رسولؐ سہیل بن عمرو کے فرزند تھے جو قریش کی طرف سے سہیل سفیر بن کر مذاکرات کے لیے آیا تھا اور یہ شخص اس وقت تک مسلمانوں کے کیمپ میں موجود تھا۔ اس نے اپنے بیٹے کو مسلمانوں کے ہاں دیکھ کر اس کی واپسی کا مطالبہ کیا۔ چنانچہ مسلمانوں کو مجبوراً حضرت ابو جندلؓ کو واپس کرنا پڑا۔ ادھر حضرت ابو جندلؓ مسلمانوں سے منت سماجت کر رہے تھے کہ مجھے ان ظالموں کے حوالہ نہ کیا جائے۔ چونکہ معاہدے کے تمام شرائط طے ہو چکی تھیں اس لیے آپؐ نے حضرت ابو جندلؓ کو اپنے باپ کے ساتھ واپس بھیجنے کا فیصلہ سنایا۔ اور فرمایا: اے ابو جندل! پس تھوڑا سا صبر کرو ہم چونکہ معاہدہ کر چکے ہیں اور اب اس معاہدے کی پابندی ہم پر لازم ہے۔ اللہ تعالیٰ ضرور کوئی نہ کوئی آسانی فرمالے گا۔ چنانچہ حضرت ابو جندلؓ کو سہیل بن عمرو کے حوالہ کر دیا گیا۔ اس وقت مسلمانوں کے صفوں میں ایک ایسی رقت آمیز صورت حال پیدا ہو گئی کہ پورا لشکر اسلام حیران و پریشان تھا۔ اُن مصلحتوں کو سمجھنے سے ہر کوئی قاصر تھا۔ حضرت عمر نے اسی جذباتی کیفیت میں رسول اللہؐ سے وہ مکالمہ کر بیٹھے جس پر انہیں اپنی سارے زندگی میں شدید رنج و غم رہا۔[12]

حضرت عمرؓ کا رسول اللہؐ سے مکالمہ

جب حضرت عمرؓ نے اس معاہدے کے مطابق حضورؐ کو عمل پیرا دیکھا تو پوچھا: اے اللہ کے رسولؐ! کیا ہم برحق نہیں ہیں؟ آپؐ نے جواب میں فرمایا: ہاں بلکل ہم برحق ہیں۔ پھر حضرت عمرؓ نے پوچھا یا رسول اللہؐ کیا آپ اللہ کا برحق پیغمبر اور رسول نہیں ہے؟ رسول اللہؐ نے مسکراتے ہوئے فرمایا: بے شک میں اللہ کا بھیجا ہوا پیغمبر اور رسول ہوں۔ حضرت عمرؓ نے پھر پوچھا: اے اللہ کے رسولؐ! پھر ہم اس قدر دب کر صلح کیوں کر رہے ہیں اس کی کیا وجہ ہے؟ آپؐ نے جواب میں فرمایا عمر میں تو صرف وہی کر رہا ہوں جو اللہ نے مجھے حکم دیا ہو۔ حضرت علیؓ کے ساتھ بھی اسی طرح کا واقعہ اس دوران پیش آیا جب آپؓ صلح حدیبیہ کا صلح نامہ لکھ رہے تھے جبکہ آپؐ املاء فرما رہے تھے۔ جب آپؐ نے یہ فقرہ لکھوانے کا کہا کہ یہ صلح نامہ محمد رسول اللہؐ اور قریش کے مابین طے پایا ہے تو اس پر سہیل بن عمرو نے اعتراض کیا کہ ان الفاظ کو حذف کر دیا جائے ہم آپ کو اللہ کا رسول مانتے نہیں ہیں ہمارے اور آپ کے درمیان جھگڑا صرف اور صرف اسی لفظ پر ہے چنانچہ اسے مٹا دیا جائے۔ آپؐ نے مسکراتے ہوئے فرمایا تم مانو یا نہ مانو میں اللہ کا رسول ہوں اور ساتھ حضرت علیؓ سے فرمایا یہ الفاظ حذف کرو اور اس کی جگہ یہ الفاظ لکھو یہ صلح نامہ محمد بن عبداللہ اور قریش مکہ کے درمیان طے پایا ہے۔ اس پر حضرت علیؓ نے کہا: یا رسول اللہؐ! میں ان الفاظ کو کبھی بھی اپنے ہاتھ سے نہیں مٹا سکتا۔ چنانچہ رسول اللہؐ نے خود اپنے ہاتھوں سے ان الفاظ کو حذف کر کے اس معاہدے کو مکمل کرایا۔ بظاہر اگر دیکھا جائے تو حضرت علیؓ اور حضرت عمر کا یہ طرز عمل غیرت حق کا مظہر تھا لیکن ایسے مواقع میں عام قاعدہ کے مطابق حکم کو ادب پر ترجیح دی جاتی ہے۔ صلح نامہ پر دونوں فریقین کے دستخط کرنے کے بعد آپؐ نے تمام صحابہ کرام کو اسی جگہ پر احرام کھولنے اور قربانی کے جانور کو ذبح کرنے کا حکم دیا۔ آپؐ کے حکم پر سب صحابہ کرام نے احرام بھی کھول دیے اور قربانی کے جانور بھی ذبح کر دیے لیکن عملی طور پر مسلمان بہت پریشان اور غم سے نڈھال تھا۔ اس صورت حال میں اللہ تعالیٰ نے سورت فتح نازل فرمائی اس میں اللہ تعالیٰ نے خصوصی طور پر مسلمانوں کی دلجوئی کے لیے سورت کے آغاز میں ہی مسلمانوں کو ایک عظیم خوشخبری کا اعلان فرمایا:

"إِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحاً مبينا"[13] اے ایمان والو! تم یہ سمجھ رہے تھے کہ یہ صلح تمہارے حق میں بہت غیر متوازن ہے لیکن تمہیں یہ ضرور معلوم ہونا چاہیے کہ ہم نے اپنے محبوب کو اس صلح نامہ کے پردے میں ایک عظیم الشان فرح عطاء فرمائی ہے۔ بعد میں ثابت ہوا کہ یہ صلح واقعی مسلمانوں کے لیے فتح مبین تھی۔[14]

بیان القرآن کی روشنی میں "صلح حدیبیہ" سے متعلق مباحث سیرت کو تفصیل کے ساتھ ذکر کرنے کے بعد اب ہم "سیرت ابن ہشام" کی روشنی میں ان کا تحقیقی مطالعہ پیش کریں گے۔

CC BY

صلح حدیبیہ سیرت ابن ہشام کی روشنی میں

ابن ہشامؒ لکھتے ہیں کہ حضورؐ 6 ہجری ماہ ذی قعدہ میں عمرہ کرنے کے ارادے سے اپنے ساتھیوں سمیت مدینہ منورہ سے روانہ ہوئے۔ جنگ کا بل کل ارادہ نہ تھا اور نمیلہ بن عبداللہ لیثیؓ کو والی مدینہ مقرر فرمایا۔ جب اہل عرب کو خبر ہوئی تو چاروں طرف سے لوگ حضورؐ کے ساتھ عمرہ کرنے کے واسطے آنا شروع ہوئے اور حضور کو یہ اندیشہ تھا کہ کہیں قریش آپ سے بر سر جنگ پر آمادہ نہ ہوں اور کعبہ میں جانے سے روک دیں۔ الغرض حضورؐ مہاجرین اور انصار اور گرد نواح کے لوگوں کے ساتھ احرام باندھ کر قربانی کے جانور وں کو ساتھ لے کر روانہ ہوئے تاکہ لوگ یہ نہ سمجھیں کہ آپ جنگ کے ارادے سے جاتے ہیں بلکہ یہ جانیں کہ آپ فقط زیارت کے واسطے جاتے ہیں۔ حضورؐ ستر اونٹ ہدی یعنی قربانی کے واسطے لے گئے تھے۔ اور ہر اونٹ دس آدمیوں کی طرف سے تھا۔

حضرت جابرؓ فرماتے ہے کہ اس سفر میں ہم چودہ سو آدمی حضورؐ کے ساتھ تھے۔ جب حضور مقام غسان پہنچے تو بشر بن سفیان حضورؐ سے آکر ملا اور کہا یا رسول اللہ قریش حضور کی روانگی کی خبر سن کر درندوں کی کھالیں پہن کر بڑی تیاری سے آپ کے مقابلے کو آئے ہیں اور مقام ذی طویٰ میں ٹھہرے ہیں اور خدا کے قسم انہوں نے عہد کیا ہے کہ آپ کو کبھی بھی آنے نہ دیں گے۔ حضورؐ نے اس خبر کو سن کر فرمایا قریش کو کیا ہو گیا ہے ان کو خرابی ہے لڑائی ان کو کھا گئی ہے۔ پھر آپؐ نے فرمایا ایسا کون شخص ہے جو ہم کو ایسا راستہ بتائے جو قریش کے راستہ سے جداگانہ ہو؟ بنی اسلم کے ایک شخص نے عرض کیا: یا رسول اللہؐ! ایسا راستہ میں جانتا ہوں چنانچہ یہ شخص سارے قافلہ کو لے کر پہاڑوں کی گھاٹیوں میں سے گزرتا ہوا ایک نرم زمین کی طرف آیا۔ اور مسلمانوں پر یہ راستہ بہت شاق گزرا حضور نے فرمایا اے مسلمانو! کہو کہ ہم خدا سے مغفرت مانگتے ہیں اور توبہ کرتے ہیں۔ مسلمانوں نے یہ لفظ کہے۔ حضور نے فرمایا یہ تمہارا کہنا ایسا ہے جیسے بنی اسرائیل سے کہا گیا تھا کہ لفظ حطہ کہو مگر انہوں نے نہیں کہا تھا۔ پھر حضورؐ نے حکم فرمایا دائیں طرف سے مقام حمض کی پشت پر ہو کر ثنیۃ المرار کے راستے سے مکہ مکرمہ کے نیچے کی طرف حدیبیہ میں اتر چلو۔ چنانچہ تمام لشکر اسی راستہ سے مقام حدیبیہ میں آگیا۔ اور قریش کے سواروں نے جب حضورؐ کے لشکر کو اس طرف سے آتے ہوئے دیکھا۔ فوراً انہوں نے قریش کو خبر کی اور حضور اس وقت ثنیۃ المرار میں جا رہے تھے۔ یہاں پہنچتے ہی آپ کی اونٹنی بیٹھ گئی لوگ کہنے لگے۔ اونٹنی تھک گئی حضورؐ نے فرمایا یہ تھکی نہیں ہے اور نہ اس طرح بیٹھ جانا اس کی عادت ہے۔ بلکہ اس کو اس نے روکا ہے جس نے اصحاب فیل کو روکا تھا۔ آج قریش صلہ رحمی کے جو حقوق مجھ سے طلب کریں گے میں ان کو دوں گا۔ پھر لوگوں سے فرمایا کہ اسی جگہ اتر پڑو۔ لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ اس جنگل میں پانی نہیں ہے حضور نے اپنے ترکش میں سے ایک تیر نکال کر ناجیہ بن جندب بن عمیر کو عنایت کیا یہ شخص حضور کے اونٹ ہنکایا کرتا تھا اور فرمایا ان گڑھوں میں سے ایک گڑھے میں اس تیر کو گاڑ دے۔ تیر کا گاڑنا تھا کہ پانی کا فوارہ بڑے زور کے ساتھ وہاں سے جاری ہوا۔ یہاں تک کہ سب لوگ سیراب ہو گئے اور سب نے مشکیں بھر لیں۔ بعض اہل علم کا بیان ہے کہ براء بن عازب کہتے ہیں میں نے حضور کا تیر گڑھے میں گاڑا تھا۔ ابن شہاب زہری کا بیان ہے کہ جب حضور اس مقام پر آکر ٹھہرے بدیل بن ورقاء خزاعی بنو خزاعہ کے چند لوگوں کے ساتھ حضور کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور عرض کیا کہ آپ کس کام کے واسطے تشریف لائے ہیں؟ حضورؐ نے فرمایا ہم صرف کعبہ کی زیارت کو آئے ہیں۔ جنگ و حرب کو نہیں آئے۔ یہ لوگ حضور کا جواب سن کر قریش کے پاس گئے اور کہا اے گروہ قریش! تم ناحق محمد کے واسطے جنگ کی تیاری میں جلدی کر رہے ہو۔ حالانکہ محمدؐ جنگ کے واسطے نہیں آئے وہ تو صرف زیارت کے واسطے آئے ہیں۔ قریش نے ان لوگوں کی بات کا یقین نہ کیا اور کہا کہ ان سے ایسا کبھی نہ ہو گا۔ کہ محمد زیارت کا دھوکا دے کر ہمارے شہر کو فتح کر لیں اور پھر تمام عرب میں ہماری اس بیوقوفی اور دھوکا میں آجانے کا چرچا پھیلے۔ راوی کہتا ہے بنو خزاعہ کے مسلمان اور مشرک سب حضور کے خیر خواہ تھے مکہ کی کوئی بات آپ سے پوشیدہ نہ رکھتے تھے۔ پھر مشرکوں نے حضور کی خدمت میں مکرز بن حفص بن اخیف عامری کو بھیجا۔ جس وقت حضور نے اس کو آتے ہوئے دیکھا فرمایا یہ شخص عذر کرنے والا ہے جب یہ حضور کے پاس پہنچا اس سے حضور نے یہی فرمایا کہ ہم زیارت کو آئے ہیں جیسا کہ بدیل سے فرمایا تھا۔ اس نے قریش سے آکر یہی بیان کیا۔ قریش نے پھر حلیس بن علقمہ یا ابن زبان کو جو مختلف قبیلوں کی فوج کا سردار تھا حضور کے پاس بھیجا یہ شخص بنی حرث بن عبد مناۃ کے قبیلے سے تھا جب اس کو حضور نے آتے ہوئے دیکھا تو فرمایا یہ ان لوگوں میں سے ہے جو خدا کے ماننے والے ہیں اس کو قربانی کے اونٹ دکھا دو تاکہ اس کو ہماری بات کا زیادہ اعتبار ہو جب اس نے قربانی کے اونٹ دیکھے وہیں سے قریش کے پاس الٹا چلا گیا۔ حضور کی خدمت میں بھی نہیں آیا۔ اور قریش سے جا کر سارا قصہ بیان کیا۔ قریش نے اس سے کہا تو ایک دیہاتی آدمی ہے تجھ کو ان باتوں کی کیا خبر جا تو اپنی جگہ پر بیٹھ جا۔ حلیس اس بات کو قریش سے سن کر بہت خفا ہوا اور کہا اے قریش: قسم ہے خدا! کیا اس بات پر ہم نے تم سے عہد نہیں کیا ہے اور نہ ہم نے قسم کھائی ہے کہ جو شخص خانہ کعبہ کی زیارت کو آئے ہم اس کو روک دیں قسم

CC BY

ہے خدا کی جس کے قبضہ میں جلیس کی جان ہے یا تو تم محمد کو زیارت کرنے دو ورنہ میں ایک دم میں اپنے تمام لشکر کو لے کر چلا جاتا ہوں۔ قریش نے مصلحت وقت کو خیال کر کے کہا جناب آپ خفا نہ ہو جایئے ہم خود ایسے فکر میں ہیں جس سے تم خوش ہو جاؤ گے۔[15]

ابن ہشامؒ مذکورہ راوی کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ پھر قریش نے حضور کی خدمت میں عروہ بن مسعود ثقفی کو روانہ کیا عروہ نے کہا اے قریش میں ان لوگوں کو دیکھ چکا ہوں جن کو تم نے محمد (ﷺ) کے پاس بھیجا۔ اور پھر ان کے ساتھ سخت کلامی کی۔ اور تم جانتے کہ تم میرے بجائے والد کے ہو اور میں تمہارے بجائے فرزند کے ہوں اور عروہ سبیعہ بنت عبد شمس کے بیٹے تھے پھر عروہ نے کہا میں نے اس ضرورت کو سن لیا ہے جو اس وقت تم کو لاحق ہے اور میں نے اپنی قوم میں سے ان لوگوں کو جمع کر لیا ہے جو میری رائے سے متفق ہیں اور پھر میں خود تمہاری رفاقت کے واسطے آیا ہوں۔ قریش نے کہا بیشک تم سچ کہتے ہو اور تم ہمارے نزدیک معتبر آدمی ہو۔ پھر عروہ بن مسعود حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور سامنے بیٹھ کر عرض کیا کہ اے محمد! آپ نے مختلف اقسام کے لوگوں کو جمع کر لیا ہے اور پھر آپ اپنے بیضہ کی طرف آئے ہیں تاکہ اس کو شکستہ کر دیں۔ یہ قریش کے لوگ ہیں۔ انہوں نے بڑی بڑی تیاریاں کی ہیں۔ اور درندوں کی کھالیں پہنی ہیں اور عہد کیا ہے کہ آپ کو مکہ میں داخل ہونے نہ دیں گے۔ اور قسم ہے خدا کی وہ آپ سے بہت نزدیک ہیں کل آپ کے مقابل آجائیں گے اور آپ کو بھگا دیں گے پھر عروہ حضورؐ کی داڑھی مبارک کو ہاتھ لگانے لگا اور حضور سے بات کرتا رہا۔ پس حضورؐ نے عروہ سے بھی وہی گفتگو کی جو دوسرے لوگوں سے کی تھی اور عروہ نے دیکھا کہ جب حضور وضو کرتے ہیں تو صحابہ آپ کے وضو کے پانی کی ایک بوند زمین پر نہیں گرنے دیتے۔ تبرکاً ہاتھوں ہاتھ لے لیتے ہیں ایسے ہی آپ کا تھوک بھی تبرک سمجھتے ہیں۔ ان باتوں کو دیکھ کر عروہ حیران ہو گیا اور قریش کے پاس جا کر کہا اے قریش! میں نے کسریٰ اور قیصر اور نجاشی وغیرہ بادشاہوں کو دیکھا ہے مگر ایسی سلطنت کسی کی نہیں دیکھی جیسی محمد (ﷺ) کی دیکھی ہے۔ پس اب جو تمہاری رائے ہو اس کو قائم کرو۔ پھر حضورؐ نے خراش بن امیہ خزاعی کو اونٹ پر سوار کر کے قریش کے پاس قاصد بنا کر بھیجا قریش نے اس کے اونٹ کی کانچیں کاٹ دیں۔ اور اس کو قتل کرنا چاہا مگر اور لوگوں کے منع کرنے سے اس کو چھوڑ دیا یہاں تک کہ وہ شخص حضور کے پاس پہنچا۔ اسی طرح قریش نے چالیس یا پچاس آدمی اس واسطے حضور کے لشکر کی طرف روانہ کیے۔ کہ اگر حضور کے صحابہ میں سے کوئی شخص ان کے ہاتھ لگ جائے تو اس کو پکڑ کر لے آئیں۔ مگر ان احمقوں نے حضور کے لشکر پر تیر اور پتھر پھینکنے شروع کیے صحابہ نے ان کو گرفتار کر کے حضور کی خدمت میں پیش کیا حضور نے معاف فرمایا اور ان کو چھوڑ دیا۔ پھر حضور نے عمر بن خطابؓ کو بلایا تاکہ ان کو مکہ میں اشراف قریش کی طرف روانہ فرمائیں کہ وہ حضور کو زیارت کر لینے دیں۔ عمر نے عرض کیا یا رسول اللہ مجھ کو قریش سے اپنی جان کا خوف ہے کیونکہ وہ میری عداوت کے حال سے واقف ہیں کہ میں جس قدر ان پر سختی کرتا ہوں اور میری قوم بنی عدی بن کعب میں سے بھی کوئی مکہ میں نہیں ہے جو مجھ کو ان سے بچا لے۔ میں آپ کو ایک ایسا شخص بتاتا ہوں جو قریش کے نزدیک مجھ سے زیادہ بہتر، زیادہ سمجھ دار اور عزیز تر ہے یعنی عثمان بن عفان تب حضور نے عثمانؓ کو طلب فرمایا اور قریش کے پاس بھیجا تاکہ عثمان ان کو باخبر کر دے کہ آپؐ جنگ کے واسطے نہیں آئے بلکہ صرف زیارت کعبہ کے واسطے آئے ہیں۔ جب عثمان مکہ کی طرف روانہ ہوئے اور حضورؐ کا پیغام قریش تک پہنچا دیا۔ تو ابوسفیان وغیرہ نے حضرت عثمانؓ سے کہا کہ اگر تمہارا جی چاہے تو تم کعبہ کا طواف کر لو۔ حضرت عثمانؓ نے کہا جب تک حضورؐ کعبہ کا طواف نہ فرمائیں گے میں کبھی بھی نہیں کر سکتا۔ پھر قریش نے حضرت عثمان کو روک لیا اور ادھر مسلمانوں میں یہ خبر مشہور ہوئی کہ انہوں نے حضرت عثمانؓ کو شہید کر دیا ہے۔

بیعت رضوان

جب حضور کو یہ خبر پہنچی کہ حضرت عثمانؓ شہید کیے گئے۔ تو آپؐ فرمایا میں ہرگز یہاں سے نہ جاؤں گا جب تک میں ان مشرکوں سے حضرت عثمان کے خون کا بدلہ نہ لوں۔ چنانچہ اس وقت حضورؐ نے موجود تمام صحابہ کرام کو بیعت کے واسطے بلایا اور یہی بیعت بیعت رضوان ہے جو ایک درخت کے سایہ میں ہوئی۔

حضرت جابرؓ کہتے ہیں کہ ہم سے مرنے پر حضورؐ نے بیعت نہیں لی بلکہ اس بات پر بیعت لی کہ ہم جنگ سے نہ بھاگیں۔ سب مسلمانوں نے اس بات پر بیعت کی سوا ایک جد بن قیس سلمی کے حضرت جابرؓ کہتے ہیں میں نے اس کو دیکھا کہ اپنے اونٹ کے پیٹ سے لگ کر چھپ گیا تھا پھر حضور کے پاس خبر آئی کہ عثمان قتل نہیں ہوئے اور پہلے جس شخص نے حضور کی بیعت کی وہ ابوسنان اسدی تھے۔ اور معتبر روایت سے ثابت ہے کہ حضرت عثمانؓ کی طرف سے حضور نے اپنے ہاتھ کو دوسرے پر رکھ کر بیعت کی۔

CC BY

قریش نے سہیل بن عمرو عامری کو حضور کی خدمت میں روانہ کیا اور کہا تو جا کر محمد سے اس بات پر صلح کر کہ وہ اس سال بغیر عمرہ ادا کیے واپس چلے جائیں ورنہ تمام عرب یہ سمجھیں گے کہ محمد نے زبردستی عمرہ کر لیا۔ اور قریش مکہ کچھ بھی نہ کر سکے اور اس میں ہماری بڑی بدنامی ہو گی۔ سہیل بن عمرو حضور کے پاس آیا۔ حضور نے جب اس کو آتے ہوئے دیکھا فرمایا اس کو صلح کے واسطے بھیجا ہے۔ پس جب سہیل حضور کی خدمت میں حاضر ہوا۔ بڑی لمبی چوڑی تقریر بیان کی پھر صلح کی گفتگو ہونے لگی۔[16]

صلح کی شرائط

پھر حضورؐ نے حضرت علی کو صلح نامہ تحریر کرنے کے واسطے طلب کیا اور فرمایا لکھو" بسم اللہ الرحمن الرحیم "سہیل نے کہا میں یہ نہیں جانتا بلکہ یوں لکھو باسمک اللہم حضور نے فرمایا اچھا یہ لکھو چنانچہ حضرت علیؓ نے یہی لکھا پھر حضور نے فرمایا یہ لکھو کہ یہ وہ عہد نامہ ہے جو محمد رسول خدا اور سہیل بن عمرو کے مابین طے ہوا۔ سہیل نے کہا اگر میں آپ کو رسول خدا مانتا تو آپ سے کیوں لڑتا بلکہ آپ اپنا اور اپنے والد کا نام لکھیے تب آپؐ نے فرمایا علی یوں لکھو یہ صلح نامہ ہے جو محمد بن عبداللہ اور سہیل بن عمرو کے مابین طے ہوا وہ یہ کہ فریقین کے درمیان دس برس تک جنگ نہ ہو۔ اور جو شخص قریش میں سے اپنے ولی کی اجازت کے بغیر محمد (ﷺ) کے پاس آئے گا محمد اس کو واپس کر دیں گے۔ اور اگر اس کے برعکس ہو تو قریش اس کو واپس نہ کریں گے۔ اور جو شخص کسی فریق کے عہد میں داخل ہونا چاہے اسے اختیار ہو گا۔ یہ بات سنتے ہی بنو خزاعہ آپؐ کے عہد میں داخل ہوئے اور بنو بکر قریش کے۔ اور اس بات پر بھی معاہدہ ہوا کہ اس سال حضور واپس تشریف لے جائیں اور آئندہ سال اپنے اصحاب کے ساتھ آئیں گے اور تلواروں کو میان میں رکھے ہوئے تین روز مکہ میں رہیں گے۔[17]

حضرت عمرؓ کا حضورؐ سے مکالمہ

ابن ہشامؒ لکھتے ہیں کہ جب صلح کی گفتگو ختم ہوئی اور سب باتیں طے ہو گئیں اور صرف لکھنا باقی رہ گیا کہ حضرت عمرؓ دوڑ کر حضرت ابو بکرؓ کے پاس گئے اور عرض کیا اے ابو بکر! کیا آپؐ رسول خدا نہیں ہیں؟ ابو بکر نے کہا بیشک ہیں۔ عمر نے کہا پھر کیا ہم مسلمان نہیں ہیں؟ ابو بکرؓ نے کہا بیشک ہیں۔ عمر نے کہا اور کیا وہ مشرک نہیں ہیں؟ ابو بکر نے کہا بیشک ہیں۔ عمر نے کہا پھر کس وجہ سے ہم اپنے سچے دین میں اتنی کمزوری اختیار کرتے ہیں ؟ ابو بکر نے کہا اے عمر! میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ یقیناً حضورؐ خدا کے رسول ہیں۔ عمر نے کہا یہ گواہی میں بھی دیتا ہوں ابو بکر نے کہا پس تو جو کچھ حضور کریں تم اس کو بہتر سمجھو۔ پھر عمر حضور کے پاس آئے۔ اور یہی تقریر کی جو ابو بکر سے کی تھی۔ حضور نے فرمایا، میں اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں۔ میں کبھی بھی اس کے حکم کی مخالفت نہیں کر سکتا۔ اور نہ وہ مجھ کو برباد اور ضائع کرے گا عمر کہتے ہیں میں نے اس روز کی اپنی گفتگو کے خوف سے بہت سی نمازیں پڑھیں اور بہت صدقہ دیا۔ یہاں تک کہ مجھے خوب اطمینان ہو گیا کہ اب یہ اس گفتگو کا کفارہ ہو گیا ہو گا۔[18]

ابو جندلؓ کا واقعہ

ابن ہشامؒ لکھتے ہیں کہ یہ صلح نامہ تحریر ہو رہا تھا کہ ابو جندل زنجیروں سے بندھے ہوئے حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور مسلمانوں کی تو پہلے سے یہ حالت تھی کہ وہ بڑے شوق سے آپؐ کے خواب کی خبر سن کر مسجد حرام کی زیارت اور فتح کی امید سے آئے تھے اب جب حضورؐ کو اس طرح صلح کر کے واپس ہوتے دیکھا تو مسلمان بہت ہی افسردہ دل ہو گئے تھے۔ قریب تھا کہ اہل ایمان اس رنج و غم سے ہلاک ہو جائے۔ سہیل بن عمرو نے جو اپنے بیٹے ابو جندلؓ کو مسلمانوں کے ہاں کھڑا دیکھا تو ان کے منہ پر ایک زوردار تھپڑ مارا۔ اور حضور سے کہا: اے محمد! ہمارے درمیان فیصلہ اس کے آنے سے پہلے ہوا ہے میں ابو جندل کو ساتھ لے کر جاؤں گا۔ حضورؐ نے فرمایا ٹھیک ہے سہیل بن عمر نے ابو جندلؓ کو کھینچ کر پیچھے کرنا چاہا تا کہ قریش میں پہنچا دے ابو جندلؓ نے شور مچائی۔ کہ یا رسول اللہ ! کیا مجھے دوبارہ ان ظالموں میں واپس کر دیا گیا۔ تا کہ وہ مجھے طرح طرح کی تکلیفیں اور اذیتیں پہنچائیں؟ مسلمان اس بات سے بہت رنجیدہ ہوئے۔ اور حضور نے فرمایا: اے ابو جندل! صرف چند روز صبر کرو۔ جلد ہی خداوند تمہارے واسطے کشادگی کر دے گا۔ میں مجبور ہوں کہ میں نے معاہدہ کیا ہے اب اس کے خلاف نہیں کر سکتا۔ راوی کہتا ہے عمر بن خطاب اٹھ کر ابو جندل کے پاس آیا اور کہا: اے ابو جندل! تم چند روز اور صبر کرو یہ لوگ مشرک ہیں ان میں سے ہر ایک کا خون کتے جیسا ہے۔ پھر عمر کہتے ہیں مجھ کو یہ اندیشہ ہوا۔ کہ کہیں ابو جندل اپنے باپ کو قتل نہ کر دے اور پھر قضیہ زیادہ پھیل جائے۔

CC BY

ابن ہشامؒ لکھتے ہیں کہ حضورؐ مقام حل میں بے چین تھے۔ اور حرم میں نماز پڑھتے تھے۔ جب صلح سے آپؐ فارغ ہوئے تب کھڑے ہو کر آپ نے اپنے اونٹ کی قربانی دی۔ اور خراش بن امیہ خزاعی سے سر منڈوایا۔ لوگوں نے جب حضور کو دیکھا تو سب نے قربانیاں کر کے سر منڈوا لیے۔ اور بعضوں نے فقط بال ہی کتروائے۔ حضور نے فرمایا خدا سر منڈانے والوں پر رحم کرے۔ لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ اور بال کتروانے والوں پر فرمایا۔ سر منڈانے والوں پر خدا رحم کرے لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ اور بال کتروانے والوں پر فرمایا۔ اور بال کتروانے والوں پر بھی عرض کیا یا رسول اللہ حضور نے سر منڈوانے والوں کے واسطے تو رحم کو ظاہر فرمایا اور کتروانے والوں کے واسطے رحم کو ظاہر کیوں نہ فرمایا؟ فرمایا اس واسطے کہ انہوں نے شک نہیں کیا۔ ابن عباس کہتے ہیں کہ قربانی کے اونٹوں میں حضور ابو جہل کا اونٹ بھی مشرکوں کو جلانے کے واسطے لائے تھے اور اس اونٹ کی نکیل چاندی کی پڑی ہوئی تھی۔ زہری کہتے ہیں پھر حضور مکہ سے واپس ہو کر مدینہ کو آرہے تھے کہ جب آپ مکہ مدینہ کے درمیان میں پہنچے تو سورۃ الفتح نازل ہوئی۔[19]

صلح حدیبیہ کو "بیان القرآن" اور "سیرت ابن ہشام" کی روشنی میں تفصیل سے ذکر کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ڈاکٹر صاحب نے مذکورہ واقعہ میں مباحث سیرت کو بہت اختصار سے بیان فرمایا ہے جبکہ ابن ہشامؒ نے مذکورہ بحث میں مباحث سیرت سے متعلق تفصیلی بحث فرمائی ہے۔

خلاصہ بحث

- ✓ دونوں نے لکھا ہے کہ صلح حدیبیہ کا واقعہ 6 ہجری کو پیش آیا۔ البتہ ابن ہشام نے ماہ ذی قعدہ کا بھی ذکر کیا ہے۔
- ✓ ابن ہشام نے لکھا ہے کہ حضورؐ نے حضرت نمیلہ بن لیثیؓ کو مدینہ کا حاکم مقرر کیا۔ جبکہ ڈاکٹر صاحب نے یہ ذکر نہیں کیا۔
- ✓ دونوں نے لکھا ہے کہ حضورؐ کے ساتھ 1400 سو صحابہ کرام سفر عمرہ کرنے کے لیے نکلے۔ البتہ ابن ہشام نے اس حوالے سے حضرت جابرؓ کی حدیث بھی ذکر فرمائی ہے۔
- ✓ ابن ہشام نے لکھا ہے کہ حضورؐ اپنے ساتھ ستر اونٹ قربانی کے واسطے لے گئے جبکہ ڈاکٹر صاحب نے یہ ذکر نہیں کیا۔
- ✓ ابن ہشام نے لکھا ہے کہ جب حضور مقام غسان پہنچے تو بشر بن سفیان حضورؐ سے آکر ملا اور اس نے کہا: یا رسول اللہ! قریش آپ کی روانی کی خبر سن کر درندوں کی کھالیں پہن کر بڑی تیاری سے آپ کے مقابلہ کو آئے ہیں اور مقام ذی طویٰ میں ٹھہرے ہیں۔ اور بخدا انہوں نے عہد کیا ہے کہ حضور کو آنے نہ دیں گے۔ جبکہ ڈاکٹر صاحب نے یہ واقعہ ذکر نہیں کیا۔
- ✓ ابن ہشام نے لکھا ہے کہ مقام غسان میں پہنچنے کے بعد حضورؐ نے فرمایا ایسا کون شخص ہے جو ہم کو ایسا راستہ بتائے جو قریش کے راستے سے جداگانہ ہو؟ بنی اسلم میں سے ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہؐ: ایسا راستہ میں جانتا ہوں چنانچہ یہ شخص سارے قافلہ کو لے کر پہاڑوں کی گھاٹیوں میں سے گزرتا ہوا ایک نرم زمین کی طرف آیا۔ جبکہ ابن ہشام نے یہ واقعہ ذکر نہیں کیا۔
- ✓ ابن ہشام نے لکھا ہے کہ جب حضورؐ ثنیہ المرار پہنچتے ہی آپ کی اونٹنی بیٹھ گئی لوگ کہنے لگے یہ تھک گئی ہے۔ آپؐ نے فرمایا یہ تھکی نہیں ہے اور نہ اس طرح بیٹھ جانا اس کی عادت ہے۔ بلکہ اس کو اس ذات نے روکا ہے جس نے اصحاب فیل کو روکا تھا۔ آج مجھ سے قریش صلح رحمی کے حقوق طلب کریں گے میں ان کو ضرور دوں گا۔ پھر فرمایا اسی جگہ اتر پڑو۔ لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ اس جنگل میں پانی نہیں ہے حضور نے اپنے ترکش میں سے ایک تیر نکال کر ناجیہ بن جندب بن عمیر کو عنایت کیا یہ شخص حضور کے اونٹ ہنکایا کرتا تھا اور فرمایا ان گڑھوں میں سے ایک گڑھے میں اس تیر کو گاڑ دے۔ تیر کو گاڑنا تھا کہ پانی کا فوارہ بڑے زور کے ساتھ وہاں سے جاری ہوا۔ یہاں تک کہ سب لوگ سیراب ہو گئے اور سب نے مشکیں بھر لیں جبکہ ڈاکٹر صاحب نے یہ ذکر نہیں کیا۔
- ✓ ابن ہشام نے لکھا ہے کہ قریش نے بدیل بن ورقاء خزاعی، مکرز بن حفص بن اخیف، حلیس بن علقمہ، اور عروہ بن مسعود ثقفی کو حضورؐ کی خدمت میں بھیجنے کا ذکر کیا ہے جبکہ ڈاکٹر صاحب نے یہ ذکر نہیں کیا۔
- ✓ ابن ہشام نے لکھا ہے کہ حضورؐ نے خراش بن خزاعہ کو اونٹ پر سوار کر کے قریش کے پاس قاصد بنا کر بھیجا قریش ناس کے اونٹ کی کانچیں کاٹ دیں اور اس کو قتل کرنا چاہا مگر اور لوگوں کے منع کرنے سے اس کو چھوڑ دیا۔ جبکہ ڈاکٹر صاحب نے یہ ذکر نہیں کیا۔

CC BY

- ✓ ابن ہشام نے لکھا ہے کہ حضورؐ نے چاہا کہ حضرت عمرؓ کو قریش کی طرف روانہ فرمائیں کہ وہ حضورؐ کو بیت اللہ کی زیارت کرنے دیں۔ لیکن حضرت عمرؓ نے عرض کیا: یارسول اللہؐ! قریش مکہ میری عداوت سے خوب واقف ہیں میں ان پر کس قدر سختی کرتا ہوں چنانچہ میں آپ کو ایک ایسا شخص بتاتا ہوں جو قریش کے نزدیک مجھ سے زیادہ بہتر اور عزیز تر ہے یعنی حضرت عثمان بن عفانؓ تب آپؐ نے حضرت عمانؓ کو طلب کیا اور قریش کے پاس بھیجا۔ جبکہ ڈاکٹر صاحب نے یہ ذکر نہیں کیا۔
- ✓ دونوں نے حضرت عثمانؓ کا واقعہ ذکر کیا ہے۔
- ✓ دونوں نے لکھا ہے کہ سہیل بن عمرو قریش کی طرف سے معاہدہ کے لیے آیا تھا۔
- ✓ دونوں نے صلح نامہ لکھنے میں حضرت علیؓ کا واقعہ ذکر کیا ہے۔
- ✓ دونوں نے لکھا ہے کہ یہ عہد نامہ دس سال کے لیے ہوگا۔
- ✓ دونوں نے ابو جندل اور حضرت عمرؓ کا واقعہ ذکر کیا ہے۔

خاکہ:

1. **غزوہ صلح حدیبیہ کا وقت:**
   - دونوں نے لکھا ہے کہ صلح حدیبیہ کا واقعہ 6 ہجری میں پیش آیا۔
   - ابن ہشام نے ماہ ذی قعدہ کا بھی ذکر کیا۔
2. **حضرت نمیلہ بن لیثیؓ کا تقرر:**
   - ابن ہشام نے لکھا ہے کہ حضورؐ نے حضرت نمیلہ بن لیثیؓ کو مدینہ کا حاکم مقرر کیا۔
   - ڈاکٹر صاحب نے اس کا ذکر نہیں کیا۔
3. **1400 صحابہ کا سفر عمرہ:**
   - دونوں نے ذکر کیا کہ حضورؐ کے ساتھ 1400 صحابہ کرام عمرہ کے لیے روانہ ہوئے۔
   - ابن ہشام نے حضرت جابرؓ کی حدیث کا ذکر کیا۔
4. **قربانی کے لیے ستر اونٹ:**
   - ابن ہشام نے لکھا ہے کہ حضورؐ نے ستر اونٹ قربانی کے لیے ساتھ لیے، جبکہ ڈاکٹر صاحب نے اس کا ذکر نہیں کیا۔
5. **مقام غسان کا واقعہ:**
   - ابن ہشام نے ذکر کیا کہ جب حضورؐ مقام غسان پہنچے تو بشر بن سفیان نے اطلاع دی کہ قریش آپؐ کو روکنے کے لیے تیار ہیں۔
   - ڈاکٹر صاحب نے اس کا ذکر نہیں کیا۔
6. **رہگزر بدلنے کا واقعہ:**
   - ابن ہشام نے لکھا ہے کہ جب قریش کا راستہ آگیا تو بنی اسلم کے ایک شخص نے ایسا راستہ دکھایا جو قریش کے راستے سے جدا تھا، جس سے قافلہ ایک نرم زمین پر پہنچا۔
   - ڈاکٹر صاحب نے اس کا ذکر نہیں کیا۔
7. **ثنیہ المرار کا واقعہ:**
   - ابن ہشام نے ذکر کیا کہ جب حضورؐ ثنیہ المرار پہنچے تو اونٹنی بیٹھ گئی، اور پھر پانی کے فوارے کا معجزہ ظاہر ہوا، جس سے لوگ سیراب ہوئے۔
   - ڈاکٹر صاحب نے اس واقعہ کا ذکر نہیں کیا۔

CC BY

8. **قریش کے سفیر:**
   - ابن ہشام نے ذکر کیا کہ قریش نے بدیل بن ورقاء، مکرز بن حفص بن اخیف، حلیس بن علقمہ اور عروہ بن مسعود ثقفی کو حضورؐ کی خدمت میں بھیجا۔
   - ڈاکٹر صاحب نے اس کا ذکر نہیں کیا۔
9. **خراش بن خزاعہ کا واقعہ:**
   - ابن ہشام نے ذکر کیا کہ حضورؐ نے خراش بن خزاعہ کو قریش کے پاس قاصد بنا کر بھیجا، اور قریش نے اس کا اونٹ مارنے کی کوشش کی۔
   - ڈاکٹر صاحب نے اس کا ذکر نہیں کیا۔
10. **حضرت عثمانؓ کی سفارت:**
   - ابن ہشام نے ذکر کیا کہ حضرت عمرؓ کے بجائے حضرت عثمانؓ کو قریش کے پاس بھیجا۔
   - ڈاکٹر صاحب نے اس کا ذکر نہیں کیا۔
11. **حضرت عثمانؓ کا واقعہ:**
   - دونوں نے حضرت عثمانؓ کا واقعہ ذکر کیا ہے۔
12. **سہیل بن عمرو کا معاہدہ:**
   - دونوں نے لکھا ہے کہ سہیل بن عمرو قریش کی طرف سے معاہدہ کے لیے آیا تھا۔
13. **حضرت علیؓ کا معاہدہ لکھنا:**
   - دونوں نے صلح نامہ لکھنے میں حضرت علیؓ کا ذکر کیا ہے۔
14. **معاہدہ کی مدت:**
   - دونوں نے لکھا ہے کہ یہ معاہدہ دس سال کے لیے تھا۔
15. **ابو جندل اور حضرت عمرؓ کا واقعہ:**
   - دونوں نے ابو جندل اور حضرت عمرؓ کا واقعہ ذکر کیا ہے۔

خلاصہ: اس خاکے میں صلح حدیبیہ کے مختلف پہلوؤں اور ابن ہشام اور ڈاکٹر صاحب کے درمیان ان واقعات کی تفصیلات میں فرق کو بیان کیا گیا ہے، جیسے حضرت عثمانؓ کی سفارت، قریش کے ساتھ صلح کا معاہدہ، اور مختلف واقعات جیسے پانی کے معجزہ کا ذکر۔ خلاصہ یہ ہے کہ صلح حدیبیہ کا واقعہ اسلامی تاریخ کا محض ایک معاہدہ نہیں بلکہ ایک عظیم موڑ تھا جس نے مسلمانوں کے سیاسی، معاشرتی اور فکری مستقبل کی بنیاد رکھی۔ قرآن کے اجمالی بیان اور سیرت ابن ہشام کی تفصیلی روایت کو ساتھ ملا کر دیکھنے سے یہ حقیقت مزید نکھر کر سامنے آتی ہے کہ اسلام کے پیغام کی کامیابی میں صلح حدیبیہ سنگ میل کی حیثیت رکھتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اسے "فتح مبین" قرار دیا گیا اور بعد کے تمام فتوحات کے دروازے اسی معاہدے کے ذریعے کھلے۔

حوالہ جات

---

[1] الحموي، معجم البلدان، 2/ 229۔

[2] الرحیق المختوم، ص: 459

[3] مختصر تفسیر ابن کثیر، 196/6

CC BY

[4]بیان القرآن،6/ 443

[5]آپ کا اسم گرامی عثمان بن عفان بن ابوالعاص بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف ہیں۔آپ کی والدہ محترمہ کا انام اروی ہے۔ہجرت مدینہ سے ۴۷ برس قبل اور واقعہ فیل کے چھ برس بعد بمطابق ۵۷۷ء میں مکہ میں پیدا ہوئے۔اور 18 ذوالحجہ ۳۵ ہجری اور جمعہ کے دن سورہ البقرہ کی آیت ۱۳۷ کی تلاوت فرماتے ہوئے شہید کر دئے گئے۔اور جنازہ زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ نے پڑھائی۔تاریخ الخلفاء،1/ 60،معرفۃ الصحابۃ لابی نعیم،14/ 62

[6]سورۃ الفتح،الآیۃ:10

[7] بیان القرآن،6/ 457

[8]الفتح،الآیۃ:18

[9]صحیح مسلم،باب استحباب مبایعہ الامام الجیش عند ارادۃ القتال وبیان بیعت الرضوان تحت الشجرۃ ج6،ص26،رقم:4817

[10]بیان القرآن،6/ 443-444

[11]آپ کا اسم گرامی عاص،اور ابو جندل کنیت ہے۔آپؓ حضرت عمرؓ کے دور خلافت میں 18 ہجری کو شہید ہوئے۔اسد الغابہ،155/5

[12]بیان القرآن،6/ 443

[13]الفتح،الآیۃ:1

[14]بیان القرآن،6/ 444-445

[15]سیرت النبی ﷺ لابن ہشام،3/ 100-102

[16]سیرت النبیؐ لابن ہشام،3/ 103

[17]سیرت النبیؐ لابن ہشام،105/2

[18]سیرت النبیؐ لابن ہشام،3/ 104

[19]سیرت النبیؐ لابن ہشام،3/ 105-106

CC BY